HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

ORIGIN AND CONTINUITY OF MADRASAH BANAT IN PAKISTAN & INDIA, A HISTORICAL STUDY

پاک وہند میں مدارس بنات کی ابتداء اور تسلسل، تاریخی مطالعہ

AUTHORS:
1. *Ms. Nosheen Bano, Research Scholar University of Karachi, Email ID: banonosheen786@gmail.com*

How to Cite: *Bano, Nosheen. 2022. "U-2: ORIGIN AND CONTINUITY OF MADRASAH BANAT IN PAKISTAN & INDIA, A HISTORICAL STUDY: پاک وہند میں مدارس بنات کی ابتداء اور تسلسل، تاریخی مطالعہ". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 6 (4):17-26.* https://doi.org/10.47720/hi.2022.0604u02.
URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/280
Vol. 6, No.4 || October –December202 2|| P. 17-26
Published online: 2022-12-30

QR. Code

ORIGIN AND CONTINUITY OF MADRASAH BANAT IN PAKISTAN & INDIA, A HISTORICAL STUDY

پاک وہند میں مدارس بنات کی ابتداء اور تسلسل، تاریخی مطالعہ

Nosheen Bano,

ABSTRACT:

The teachings of the Prophet ﷺ were equally imparted to men and women. This noble process has been going on since the beginning of time when there were many and countless Madrasahs built for men, whose constructions are still standing today. However, how was the history of the development and continuation of Madrasah Banat? To get to the information regarding Madrasah Banat, this research paper has briefly shed light on the history and services from the time of the Companions to the present day. After that, a review of the Madrasah of Banat will be presented in its different periods.

KEYWORDS: *Madrasah Banat, Women's teaching, Education of women,*

ابتدائیہ: علم انسان کو ہر اس اندھیری سے نکالتا ہے جس کا انجام تاریکی کے سوا کچھ نہ ہو اور اسی علم کو حاصل کر کے ہی ان اندھیروں اور ان کے تاریک وسیاہ انجاموں کو روشن کیا جاسکتا ہے۔ علم کے برکات وانوارات کا دائرہ اگر دنیا کی نظر کی جائے تو دنیا کا حصول بھی سہل ہو جاتا ہے لیکن جس معاشرے اور جس مذہب سے ہم رشتہ جوڑے ہوئے ہیں وہ ہمیں علم کے حصول میں دنیا سے دور ایک اور جہاں کی طرف متوجہ کرتا ہے جس میں صرف ایک ہی ذات کی بادشاہت اور اسی کے حکومت ہوں گی، اور اسی ذات کے حکم کن سے ہمیں وجود بخشا گیا ہے۔ وجود انسانی کو اس جہاں سے روشناس کرانے کے لئے رب کائنات نے اپنے برگزیدہ ہستیاں جو پیغمبران ملت علیہم السلام کے نام سے موسوم ہے بھیجیں، اور ان برگزیدہ ہستیوں نے بڑے نرمی کے ساتھ ان تعلیمات سے انسانوں کو روشناس کروایا۔ انہی برگزیدہ ہستیوں میں سب سے آخرے ہستی محبوبِ ربِ کائنات محمد ﷺ ہے جن کے ذات کے وسیلہ اس جہاں کو وجود بخشا گیا ہے۔ رسولِ خدا ﷺ معلم اوّل ہے اور آپ ﷺ نے معلم اول ہونے کی حیثیت سے مرد وزن کے لئے وہ تمام تعلیمات بیان کی ہے جو تا قیامت باقی رہنے والی ہیں، آپ ﷺ کا طرز تعلیم مردوں کے لئے تو بڑا اسہل تھا جس میں عملی مشق کے ساتھ زبانی احکامات اور مضبوط ذہن سازی سے شامل۔ تھی، اسی طرح صحابیاتؓ کے حالِ مناسب ان کی تعلیم کا بھی انتظام تھا وہ مردوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوتی تھیں مگر مختلف ذرائع سے وہ بھی تعلیم حاصل کرنے میں مردوں کے مقابل رہتی تھیں، اس کی بنیادی وجہ تعلیم کے حصول میں دونوں کے لئے یکساں حکم ہیں کہ بنیادی احکامات کے متعلق علم دونوں پر فرض ہیں۔ "علم کی اہمیت جس طرح ایک مسلمان مرد کے لیے ہے اسی طرح ایک مسلمان عورت کے لیے بھی ہے فرمان رسول ﷺ طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ علماء کا اس پر اجماع ہیں کہ یہ حکم تمام مسلمان مرد اور عورتوں پر برابر فرض ہے کہ وہ ضرویات دین کی تعلیم حاصل کریں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ عورتوں کے خصوصی اجتماع میں تشریف لے جا کر تعلیم وتلقین اور وعظ فرمایا کرتے تھے، اور صحابیاتؓ امہات المؤمنین خصوصا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے سے رسول ﷺ سے مسائل معلوم

کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی صحابیاتؓ کے اشتیاق علم کا اس روایت سے بھی سمجھا جا سکتا ہے، بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"قالت النساء للنبی ﷺ غلبنا علیك الرجال فاجعل لنا یوماً من نفسك فوعدهن یوما لقیهن فیه فوعظهن و امرهن، قال لهن امرأة تقدم ثلاثة من ولدها الا كان لها حجاباً من النار فقالت امرأة واثنین فقال و اثنین[1]۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں نے کہا کہ آپ کی تعلیم وتربیت کے بارے میں مرد ہم پر غالب ہیں اس لیے آپ اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لیے مقرر کر دیں، آپ نے سب سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا جس میں ان کو وعظ اور احکام سناتے، آپ نے ان سے کہا کہ تم میں جس عورت کے تین بچے فوت ہو گئے ہوں وہ اپنی ماں کے لیے نار جہنم سے پردہ ہوں گے، اس پر ایک عورت نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! جس عورت کے دو بچے فوت ہوں؟ تو اس کے لیے کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ دو (۲) بچے بھی (یعنی دو بچے بھی نار جہنم سے پردہ ہوں گے)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس سال تک جو دینی تعلیم دی اس سے مردوں نے بھی فائدہ اٹھایا اور عورتوں نے بھی۔ جس طرح صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی تعلیم سے استفادہ کر کے بذریعہ تبلیغ آگے اور لوگوں کو تعلیم دی اسی طرح صحابیاتؓ نے بھی آپ ﷺ کی تعلیم سے استفادہ کر کے آگے دوسروں تک یہ علم پہنچایا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست استفادہ کرنے والوں میں صحابہ کرامؓ ہزاروں کی تعداد میں ہیں تو صحابیاتؓ بھی سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ حضورؐ سے روایت کرنے والوں میں مرد بھی ہیں اور عورتیں. بھی۔ محدثین نے روایات بیان کرتے ہوئے مرد وعورت میں یہ فرق نہیں کیا کہ مرد کی روایت زیادہ وزنی ہے اور عورت کی روایت کی حیثیت وہ نہیں ہے۔ یعنی جو درجہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی روایت کا ہے وہی درجہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا بھی ہے۔ جو حضرت. عمر فاروقؓ کی روایت کا درجہ ہے وہی حضرت حفصہؓ کی روایت کا درجہ ہے۔ جو درجہ حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت کا ہے وہی درجہ حضرت ام شفاءؓ کی روایت کا ہے۔ چنانچہ علم کے حصول میں اور علم کے آگے پہنچانے میں، روایت لینے میں اور روایت بیان کرنے میں، تعلیم حاصل کرنے میں اور تعلیم دینے میں، مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ کے دور میں بہت سے علمی حلقے تھے۔ ان میں سے چند علمی حلقے بڑے سمجھے جاتے تھے جن میں ایک بڑا حلقہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی تھا"۔

آپ ﷺ تو بلاشبہ تمام مرد وزن مسلمانوں کے لئے معلم اول تھے، آپ ﷺ کے وصال کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارک عورتوں کے لئے مدرسہ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ حضرام سلمہؓ اور دیگر صحابیاتؓ کی اجمعین کی حجریں عورتوں کی درسگاہیں ہوتی تھیں، اسی طرح درسگاہ بیت فاطمہ بنت خطابؓ بھی مشہور ہیں۔

اس درگاہ میں حضرت فاطمہ بنت خطابؓ اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زیدؓ جو مسلمان ہو گئے تھے ان دونوں نے اپنے گھر میں حضرت. خباب بن ارتؓ سے قرآن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کیا اس گھر میں صرف خاوند اور بیوی دو طالب علم تھے ان کا ایک معلم خباب. ابن ارتؓ تھے، بیت فاطمہ تعلیم قرآن کا مرکز تھا[2] عورتوں کی درسگاہوں کا حجروں تک محدود ہونا دو صدی ہجری میں بھی جاری تھا جس میں مشہور تابعیاتؒ اپنے گھروں میں تعلیم کا اہتمام کرتی تھیں، حضرت رابعہ بصریؒ اسی طرح کی دیگر عورتیں بھی شامل تھیں جو دین کی اشاعت میں مردوں کی برابر

میدانِ عمل میں مصروف تھیں۔اس صدی ایک نامور خاتون ام سفیان ثوریؒ تھی یہ حضرت سعید بن مسروقؒ کی اہلیہ اور تبع تابعین کی کے گل سر سید حضرت امام سفیان ثوریؒ کی (المتوفی ۱۶۱ھ) کی والدہ ماجدہ تھیں شوہر حضرت سعید بن مسروقؒ بہت. اونچے درجے کے کے عالم تھے اور حدیث نبوی ﷺ کے تحدیث روایت میں مصروف تھے۔وہ خود بھی بہت نیک سیرت اور صاحب علم خاتون تھیں [3]

خواتین کی تدریس کا یہی طریقہ یعنی گھروں، حجروں، انفرادی، مختصر اجتماعی، بواسطہ محارم و دیگر طرق سے جاری رہا اور ہر صدی کی باکرادر مسلم عورتیں اس میں مصروف رہتی تھیں، کہا جاتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری تک عورتوں نے گھروں کو تعلیم و تعلم اور تربیت کا مرکز بنائے رکھا اس دوران امت کے بڑے بڑے اساطین علم وادب نے خواتین سے بھی بھرپور فیض حاصل کیا، رفتہ رفتہ جب مدارس کا قیام عمل میں آیا تو نسوانی مدارس کی بھی داغ بیل ڈالی گئی یوں مدرسۃ البنات کا باقاعدہ سلسلہ چل پڑا۔مرد حضرات کی طرح خواتین نے بھی علم کے حصول کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے رکھا مسجد دمشق کے جامعہ میں پانچ سو طالبات بیک وقت مقیم رہ کر علم حاصل کرتی تھیں۔چوتھی صدی میں مدارس کا ابتداء ہوا ،جو اپنی افادیت کے لحاظ سے کسی بڑی یونیورسٹی سے کم نہ تھی، بنات کا سب سے پہلا مدرسہ مغرب اقصی کے شہر فاس میں ۲۴۵ھ میں قائم کیا گیا جو آج بھی جامعہ قرویین کے نام سے شہرت رکھتا ہے اور اس کا فیض جاری وساری ہے اس کے قیام کا سہرا فاس کی ایک عابدہ، زاہد اور شب زندہ دار خاتون ام البنین فاطمہ بنت محمد بن عبد اللہ فہریہؒ کے سر سجتا ہے اس نے اس مدرسہ کے لیے زمین خریدنے میں بے حد اختیاط سے کام لیا تھا کہ کسی حرام مال کی آمیزش نہ ہونے پائے حتی کہ اس نے اس مدرسہ کی تاسیس سے لے کر مکمل ہونے تک اللہ پاک کی رضاجوئی کے لیے روزہ رکھا اور انتہائی عاجزی اور انکساری سے اللہ کے حضور اس عمل کے مقبول ہونے کے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگتی رہتی۔شہاب الدین طبری کی صاحبزادی ام الحسن نے مکہ مکرمہ میں یتیموں کے لیے ایک مکتب بنوایا، محمد بن قلادون کی بیٹی اور امیر بکر حجازی کی بیوی نے مصر میں المدرسۃ الحجازیۃ تعمیر کیا، چوتھی صدی میں اشبیلیہ میں بھی ایک مدرسہ قائم کیا گیا، جس میں تعلیم کے حصول کے لیے دور دراز سے خواتین جوق در جوق آتیں اور علمی پیاس بجھاتی، صلاح الدین ایوبی کی بہن نے جبل قاسیون دمشق میں ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کرایا وہ خود بھی عالمہ فاضلہ خاتون تھی وفات کے بعد ان کو اسی مدرسہ کے احاطہ میں دفنادیا گیا، فخر النساء شہدہؒ نے چھٹی صدی ہجری میں خلیفہ مستنر بامر اللہ عباسی کی عطا کی ہوئی جاگیر کی آمدنی پر ایک بہت بڑا مدرسۃ البنات قائم کیا جس میں سینکڑوں طالبات علم حاصل کرتی رہی، مکرمہ شہدہؒ اپنی بے پناہ علمی ادبی اور لسانی صلاحیتوں کی بناء پر فخر النساء کے لقب سے مشہور ہوئی۔

ہندوستان میں بنات کے تعمیری مدارس کا آغاز: برِّ صغیر ہند میں بھی علومِ اسلامیہ کے فروغ میں خواتین کی نہایت زرّیں خدمات ہیں۔انھوں نے اشاعتِ علم کی سرپرستی کی ہے اور اعلیٰ معیار کے علمی کام انجام دیے ہیں۔

''حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ ''خواتین اور دین کی خدمت'' نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''ہندوستان ہی کی تاریخ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہاں کتنی بیویوں نے قرآن مجید کی تعلیم اور دینیات کی ترویج اور بدعات کی تردید اور سنتوں کی اشاعت کا کام کیا ہے، ایک شاہ ولی اللہ صاحب کا خاندان دیکھ لیجئے کہ وہاں ایسی بیبیاں گزری ہیں کہ دہلی میں اور بعض مرتبہ دہلی کے باہر بھی ان کا فیض پہنچا اور کم سے کم یہ کیا بات تھی کہ ان کی آغوش تربیت میں ان کی گود میں شاہ عبد القادرؒ پیدا ہوئے، شاہ رفیع الدینؒ پیدا ہوئے، شاہ عبد العزیزؒ پیدا ہوئے اور پھر ہمارے

یہاں اودھ میں دیکھئے یہاں کیسی کیسی بیبیاں پیدا ہوئیں، میں ایک چھوٹی سے مثال دیتا ہوں کہ حضرت سید احمد شہید رائے بریلی میں پیدا ہوئے، وہاں کے خاندان ہی میں نہیں بلکہ ان کا فیض سارے ہندوستان میں پہنچا، ان کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمی مسلمان ہوئے اور بیس لاکھ کے قریب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت اور توبہ کی۔[4]"

ہندوستان میں بنات کے مستقل تعمیری مدارس کا اگر جائزہ لیا جائے تو مسلمانوں کے عرصہ حکمرانی سے اس خطے میں اس کی کوئی ایسی پرانی روایت نہیں ملتی انفرادی سطح پر کئی ایسے کردار ہیں جن کو سطروں میں جمع کرنا ممکن نہیں البتہ بعض کچھ روایات میں کچھ مقامات کا تذکرہ ملتا ہے جن کو باقاعدہ مدرسۃ البنات کے نام سے موسم کیا گیا۔

مدرسہ تعلیم النساء: سلطان محمو خلجی کے بیٹے سلطان غیاث الدین جو نہایت عبادت گذار، شب بیدار بادشاہ تھے۔ ان کو عورتوں کی تعلیم کا بڑا شوق تھا فرماتے تھے کہ اہل خانہ کی اصلاح عورت کی تعلیم پر موقوف ہے۔ اس لئے انہوں نے ایک مدرسہ تعلیم النساء قائم کیا جس سے سینکڑوں عورتوں نے تعلیم پائی۔ تاریخ فرشتہ میں ہے کہ اس مدرسہ سے ایک ہزار عورتوں نے قرآن کریم حفظ کیا۔[5]

غیاث الدین کا قائم کردہ یہ مدرسہ صرف تعلیم تک محدود نہیں تھا بلکہ اس میں عورتوں کی تربیت اور پیشہ ور خواتین کی جماعت بنانے کے لئے وہ تمام چیزیں اور سامانِ کار مہیا کئے تھیں جس میں عورتیں مردوں کے مقابل تمام امور سلطنت انجام دیتی تھیں۔

حضرت مولانا ابوالحسنات ندوی اس مدرسہ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ: "سلطان غیاث الدین کو عورتوں کی تعلیم سے بڑی دلچسپی تھی، اس نے دربار عام کی طرح اپنے محل سرا میں بھی ایک شاہی دربار قائم کیا تھا، جس میں عورتیں ان تمام مناصب کے فرائض انجام دیتی تھیں، جو مرد انجام دیتے ہیں، جیسے امیر الامرائی، وزارت، وکالت، سر جامہ داری اور خزانہ داری وغیرہ۔۔ اسی طرح اس نے عورتوں کی ایک فوج بھی مرتب کی اور فن سپہ گری کی ضروری تعلیم دی۔۔ غرض اس طرح عورتوں کی تعلیم وتربیت کے لیے اس نے اتنے سامان بہم پہنچائے اور اتنی عورتیں جمع کیں کہ ایک اچھا خاصہ عورتوں کا شہری آباد ہو گیا، اس کے محل سرا میں بہت سی عورتیں حافظات قرآن تھیں، بعض کتابوں میں ان کی تعداد ستر ہے لیکن تاریخ فرشتہ ایک ہزار لکھتا ہے[6]۔

کچھ ایسے مدارس بھی ہیں کہ جن کی بنیاد بادشاہوں کی بیگمات یا شہزادیوں کے ہاتھ رکھی گئیں تھیں جو ان کی تعلیمی شغف اور تعلیمی انوسیت کا مظہر ہیں۔

مدارس آگرہ: "مدارس آگرہ کی تاریخ میں حضرت مولانا ابوالحسنات ندوی لکھتے ہیں: کہ آگرہ کی جامع مسجد شاہ جہاں کی بڑی لڑکی جہاں آرا بیگم کی یادگار ہے، بیگم نے اسی کے ساتھ ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا جو بہت دنوں تک نہایت کامیابی کے ساتھ چلتا رہا اور شاید کسی نہ کسی صورت میں اب تک قائم ہے مسجد کے گرداگرد دوکانوں کی آمدنی مسجد اور مدرسہ کے لیے وقف ہے"[7]۔

مدارس جون پور: "۸۴۵ھ یا ۸۵۶ھ میں بی بی راجہ بیگم نے جون پور میں ایک مدرسہ قائم کیا جو مدرسۂ بی بی راجہ بیگم کے نام سے موسوم ہوا جب ۹۰۲ھ یا ۹۰۴ھ میں سلطان سکندر لودی نے جون پور کو فتح کیا تو حسین شاہ شرقی کی اس شکست پر سلاطین شرقیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا،

سکندر لودی نے فتح پاتے ہی مساجد و دیگر عمارات مقدسہ کو چھوڑ کر اور دوسری عمارتوں کے انہدام کا حکم دیا، گو اس دن سے حکومت شرقیہ کا چراغ گل ہو گیا لیکن جون پور کی بزم علمی منتشر نہ ہونے پائی، اب جون پور کا انتظام تعلق براہ راست دہلی سے متعلق ہو گیا"[8]۔

مدرسہ ومقبرہ ہمایوں: "مدرسہ و مقبرہ ہمایوں کلو کھیری دہلی میں ہے جس کو ہمایوں کی اہلیہ حمیدہ بابو بیگم نے قطب الدین مکانی المعروف نواب حاجی بیگم صاحبہ جو اکبر شاہ کی والدہ تھیں سے تعمیر کرایا، جس کی تکمیل ۹۵۳ھ بمطابق ۱۵۶۵ء میں ہوئی۔ مقبرہ کی گنبد کی چھت کے پر کسی زمانہ میں ایک بڑا دار العلم تھا، جس کے اساتذہ بڑے بڑے متبحر عالم وفاضل تھے لیکن وہ زمانہ ختم ہو گیا ڈھائی سو برس پہلے جو حجرے اساتذہ اور طلباء سے بھرے ہوئے تھے اب اس کا کوئی وجود نہیں ہے"[9]۔

مدرسہ خیر المنازل: "پرانے قلعہ کے غربی دروازے علین کے سامنے دہلی نظام الدین سڑک کی بائیں طرف مدرسہ خیر المنازل کی عالیشان اور بہت وسیع عمارت تھی، یہی دروازہ شیر شاہی دہلی کا مغربی دروازہ تھا، یہاں ایک مسجد بھی ہے یہ مدرسہ اور مسجد اکبر بادشاہ کی رضاعی والدہ ماہم بیگم نے جو ادھم خاں کی سگی ماں تھی ۹۶۹ھ بمطابق ۱۵۶۱ء میں بنوائی تھی اسی مدرسہ کا نام خیر المنازل رکھا گیا بقول صاحب واقعات کے دار الحکومت دہلی میں اس کے کچھ ادھر ادھر کے حجرے باقی رہ گئے ہیں"[10]۔

مدرسہ نذیریہ: "پھاٹک حبش خاں کڑہ دھوبی میں ایک مسجد ہے جس کو اورنگزیب کی اہلیہ آبای بیگم نے تعمیر کرایا تھا اس مسجد میں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد مولوی نذیر حسین محدث دہلی نے دینی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا جو آخری عمر تک جاری رہا"[11]۔

یہ وہ مدارس ہے جو سلاطین اور بادشاہوں کے دور میں قائم ہوئے، ماضی قریب بیسویں صدیں میں بھی لڑکیوں کے اقامتی مدارس کی تعداد بہت کم ہیں جس کو آٹے میں نمک کے برابر گردانا جا سکتا ہے البتہ اس صدی کے آخری دو عشرے مدارس بنات کے ارتقاء کے لئے بہت معاون رہے، عہد قریب میں ایک مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ ہے جس کی بنیاد، ترقی اور طرز تعلیم جو بنظر روئیداد مدارسہ بنات الاسلام لدھیانہ کے بے مثال ہے اور اس مدرسہ کا اکابر علماء دیوبند سے والہانہ تعلق اور باقاعدہ ان کی تشریف آوری اس بات کی شاہد ہے کہ یہ مدرسہ بنات کے مدارس کے لئے ایک بہترین نمونہ اور مثل بنیاد ہے جس نے آگے چل کر بہت تیزی سے ترقی کی۔

مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ کا تعارف: اس مدرسہ بنات کے کچھ مرتبہ روئیداد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد 16 فروی 1941ء کو رکھی گئی اور یہ صرف لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مخصوص عمارت تھی حضرت مولانا مفتی ضیاء الحسنؒ اس کی روئیداد میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

""مفکر اعظم حضرت مولانا عبید اللہ سندھی اپنی ۲۵ سالہ جلاوطنی کے بعد تشریف لے آئے۔ انہیں اس سلسلہ میں خاص شغف تھا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں ہمت بڑھائی۔ چنانچہ آپ کی سرپرستی میں ۱۶ فروری ۱۹۴۱ء کو مدرسہ اسلامیہ محمودیہ کی شاخ کے طور پر خواتین کی درس گاہ مدرسہ بنات الاسلام جاری کر دیا گیا۔ درس گاہ مخصوص تعمیری مقاصد کے پیش نظر معیاری حیثیت سے قائم کی گئی تھی۔ اس کے قیام کے ساتھ ہی اسے بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور کارکنان کی نیک نیتی، اولو العزمی اور حق پرستی نے اسے چار چاند لگا دیے۔ جس سے تین چار برس میں ہی اس کا دائرہ افادیت وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ عوام وخواص دونوں نے اس کی خدمات کو تحسین وستائش کی تعلیمات کے مکاتب نظر سے دیکھا''۔

درسگاہوں کی کیفیت: کلاس اور درسگاہوں کی کیفیت سے متعلق فرماتے ہیں کہ "درس گاہ کا انحصار معلمات پر ہی ہوا کرتا ہے۔ خدا کے فضل واحسان سے مدرسہ کو یوم تاسیس سے ہی مخلص اور علم و عمل سے آراستہ کارکنان حاصل ہو گئیں جنہوں نے حسبتاللہ اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور بے لوث خدمات سے درس گاہ کو دنوں میں ممتاز کر دیا۔ ان میں صدر المعلمات محترمہ کلثوم مفتی دختر مولانا محمد نعیم صاحب، نائب صدر المعلمات دختر خواجہ محمد یوسف (مرحوم) اور بیگم صاحبہ شیخ فیض محمد کی خدمات قابل تقلید مثال ہیں[12]"۔

نظام تعلیم: "مدرسہ کی 11943/1944ء کے سالانہ اجلاس کے روئیداد کے مطابق مدرسہ کا نظام تعلیم کچھ اس طرح تھا کہ تعلیمی نظام مدرسہ میں عمومی و خصوصی دو درجے ہیں: ا۔ درجہ عمومی پانچ جماعت تک ہے جس کا معیار تعلیم عام مدارس و مکاتیب سے مختلف اور بہت بلند ہے۔ درجہ عمومی کے پانچ سالوں میں طالبہ قرآن کریم کے لفظی ترجمے، قواعد عربی اور فارسی انشاء و ادب کے ساتھ تاریخ، جغرافیہ، حساب، معلومات عامہ، سینا پرونا اور امور خانہ داری کی تکمیل کر لیتی ہے۔ ۲۔ اس کے بعد درجہ خصوصی تین سالوں پر مشتمل ہے۔ جن میں عربی ادب، تفہیم و ربط آیات، فقہ اسلام اور اسلامی تاریخ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جن کی تکمیل کے بعد وہ حقیقی طور پر "مسلمہ" کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔ خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اپنی بچیوں کو پاکیزہ اسلامی تعلیمات کی طرف لگا سکیں تا کہ قوم کا حقیقی روشن مستقبل پیدا ہو سکے"۔[13]

اس مدرسہ کا اکابر علماء دیوبند سے خاص تعلق رہا اور وقت کے متبحر علماء راہنماء ملت کا اس ادارہ میں آنا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا اس ادارہ بنات کا امتیاز رہا، انہی اکابر میں ایک مفکر ملت حضرت مولانا عبید اللہ سندھی مؤسس بیت الحکمتہ جامعہ ملیہ دہلی ہے آپ کا بیان مدرسہ کی 11943/1944ء کے سالانہ اجلاس کے روئیداد میں قلمبند ہے:

"دو تین مہینہ کے معمولی وقفہ سے مجھے دوسری دفعہ مدرسہ بنات الاسلام کے دیکھنے کا موقع ملا اور میں بہت مسرور ہوا کہ جن مسلمانوں نے مدرسہ دیکھا وہ اس کے انتظام اور اس کے نصاب میں تعلیم قرآن کی تعریف کرتے ہیں۔ دلی تمنا ہے کہ دارالعلوم (دیوبند کے پہلو میں اتنی بڑی تعلیم گاہ بچیوں کے لیے ہو۔ جس قدر بڑی تعلیم گاہ مردوں کے لیے ہے۔ بالفعل نے اس مدرسہ بنات الاسلام کو دارالعلوم دیوبند کے زنانہ سیکشن کے لیے اساس مان لیتا ہوں"۔[14]

رئیس العلماء حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتم دارالعلوم دیوبند کا خطاب: "نحمدہ و نصلی! آج مجھے مدرسہ بنات و اسلام میں حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ بچیوں کی مختلف جماعتوں اور درجات کی طالبات نے آموختہ سنایا اور تعلیم و تعلم کے مختلف الانواع نتائج دیکھنے میں آئے۔ نظم اور طریق تعلیم بھی معائنہ میں آیا۔ سب کچھ دیکھ لینے کے بعد مجھے الفاظ نہیں ملتے کہ میں ان جذبات مسرت کو ظاہر کر سکوں جو اس مدرسہ کے نمایاں کارناموں کو دیکھنے کے بعد میرے دل میں پیدا ہوئے۔ لڑکیوں کے مدرسہ کے لیے جس قدر شرائط اسلامی نقطہ نظر سے ہو سکتی ہیں وہ سب اس مدرسہ میں موجود پائیں۔ خدا کرے کہ ہر مسلمان ہر جگہ اس مدرسہ اور اس کے طریق تعلیم کی تقلید کریں۔ اگر اسی مثال پر جگہ جگہ مدارس بنات قائم ہو گئے تو قوم کی جہالت ان شاء اللہ چند ہی دن میں کافور ہو جائے گی۔ ہم سب کو شکر گزار ہونا چاہیے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اور ان کے خلف رشید مولانا ضیاء الحسن صاحب کا جن کی تعلیمی اور عملی جدوجہد نے یہ نیک مثال قائم کی۔ حق تعالی انہیں اجر عظیم عطا فرمائے"۔[15]

حضرت مولانا مفتی ضیاء الحسن صاحب نے اسی مدرسہ کی ایک اور شاخ بنات الاسلام منٹگمری میں بھی رکھی تھی، جس سے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دیگر اکابر کا خطاب بھی منقول ہے، منٹگمری کی معلمات مدرسہ لدھیانہ ہی فاضلات تھی جن کی فیض سے یہ ادار بھی قائم ہوا۔

برصغیر کے علاوہ عثمانی سلطنت اور دیگر حکمرانوں کے دور میں بھی کچھ اقامتی مدارس بنات کا ذکر ملتا ہے جسے مؤرخ ہند قاضی محمد اطہر مبارکپوریؒ نے اپنی کتاب (خواتین اسلام اور ان کی دینی وعلمی خدمات) میں مختصراً ذکر کیا ہے۔

پاکستان میں مدارس بنات کا ارتقاء: وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے دینی مدارس کا ایک وسیع نیٹ ورک ہے اس کے تحت ہزاروں مدارس تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں اس فعال اور ملک گیر ومتحرک تنظیم کے ساتھ ملک بھر میں اٹھارہ ہزار آٹھ سو سینتیس (18837) سے زائد مدارس منسلک ہیں ان مدارس میں پڑھنے والے ڈھائی لاکھ سے زائد طلباء وطالبات سالانہ امتحانات میں شریک ہوتے ہیں اور ان مدارس کے معلمین ومعلمات کی تعداد ایک لاکھ گیارہ ہزار چھ سو پینتیس (111635) ہے اور طلباء اور طالبات کی تعداد دو لاکھ پچاس ہزار سے بھی متجاوز ہے۔ وفاق المدارس کے ساتھ منسلک تمام مدارس میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کی تعداد تیئس لاکھ سے زیادہ ہے۔ یہ تنظیم الحمدللہ بڑی خوبی ڈسپلن اور ترتیب واتحاد کے ساتھ دینی علوم کی نشرو شاعت میں سرگرم عمل ہے۔ دن بہ دن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ بنین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس تنظیم نے بنات کی تعلیم وتربیت کا بھی خصوصیت سے انتظام کرر کھا ہے اس تنظیم کے تحت بینن کے مدارس کی طرح بنات کے مدارس بھی تعلیم و تعلم اور تربیت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے بنات کے ہزاروں مدارس کمال دیانت داری اور حد درجہ حزم واحتیاط سے چلارہے ہیں جس میں بنات دینی تعلیم مکمل پردہ اور حفاظت سے حاصل کررہی ہیں، بنات کے لیے وفاق المدارس کا ایک جداگانہ نصاب تعلیم ہے جس کا ذکر اس مقالہ میں ایک مقام پر ہو چکا ہے اور اس کا نقشہ بھی دیا جا چکا ہے۔ جس طرح مرد حضرات کو اسلام نے علم کے حصول کی ترغیب وتشویق دی ہے وہاں پر عورتوں کو بھی اس کے ساتھ برابر شریک رکھا ہے۔ وفاق المدارس کے ارباب اختیار نے عورتوں کی تعلیم وتربیت کو بھی اتنا ہی اہم سمجھا جتنا کہ مردوں کے تعلیم کو اہم سمجھا جاتا ہے اور درحقیقت اہم بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد اور عورت دونوں کو اس فریضہ کے حصول میں برابر شریک ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ اس اہمیت کے پیش نظر وفاق المدارس کی طرف سے بنات کے لیے بھی 29 جون 1988 کو ایک مفید اور الگ نصاب تعلیم مرتب کیا گیا، جس کے تحت 1990 میں پہلی مرتبہ طالبات کا درجہ ثانویہ عامہ کا امتحان منعقد ہوا اور درجہ خاصہ کا پہلا امتحان 1993 میں جبکہ عالیہ وعالمیہ کا پہلا امتحان 1994 میں منعقد ہوا۔ 1994 میں مجلس شوری نے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مقام پر اپنے ایک اہم اجلاس میں بنات کے تحتانی درجات کے اسناد کو بھی لازمی قرار دیا۔ یوں 1994 سے وفاق المدارس کے تحت بنات کے مدارس کا باقاعدہ امتحانات کا سلسلہ جاری ہوا۔ کوئی بھی انسانی اقدام تغیرات اور زمانے کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ ارتقاء اور تنزل کے مراتب طے کرتا ہے ارتقاء کامیابی کی علامت جبکہ تنزلی ناکامی ونامرادی کی علامات ہوا کرتے ہیں، وفاق المدارس کا نظام اپنے ارباب بست وکشاد کی اخلاص کے بدولت ارتقاء کے راستے پر گامزن ہے تمام شعبہ جات میں وقتاً فوقتاً ترقی کے منازل طے کرتے آرہے ہیں جس طرح دیگر اقدامات میں تغیر وتبدل واقع ہوتا ہے اس طرح زمانے کے ساتھ ساتھ طرز تعلیم اور نصاب میں تبدیلی بھی ایک ناگزیر امر ہے چنانچہ وفاق المدارس نے بھی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے نصاب تعلیم اور طرز تعلیم میں متعدد تبدیلیاں کی ہیں۔

پہلے پہل بنات کے لیے وفاق المدارس کی طرف سے چار سال کا نصاب مرتب کیا گیا جس کو مکمل کرکے ایک خاتون عالمہ اور فاضلہ کہلاتی تھی،29اکتوبر1992کو بنات کے نصاب میں ترمیم کی تجویز پیش ہوئی اور چار سال کے بجائے آٹھ سالہ نصاب رائج کرنے کی رائے ظاہر کی گئی، 18 اپریل 1993 کو بنات کے لیے آٹھ سال کا نصاب باہمی مشاورت سے منظور ہوا۔اس نصاب کی تنفیذ میں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ پورے ملک میں پھیلے بنات کے مدارس کو علاقائی، معاشرتی، اور معاشی مسائل سے دوچار ہونے کی بنا پر ان تمام مدارس کو ساتھ لے کر چلنا اور آٹھ سالہ نصاب مکمل کرانا انتہائی مشکل امر تھا، چنانچہ آٹھ سالہ نصاب کو چار سالوں میں پڑھانے کا فیصلہ ہوا مگر آٹھ سالہ نصاب کے لیے آٹھ سال کے مدت کا نفاذ نہ ہوسکا۔ماہرین تعلیم نے آٹھ سالہ نصاب جو چار سال میں مکمل کرایا جارہا تھا میں کچھ تبدیلیاں کرکے 29جون کو مجلس عاملہ میں پیش کیا مگر مجلس نے اس حوالے سے مدارس کی آراء جانے اور طلب کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس پر عمل درآمد نہ ہوسکا، دوسری طرف نصاب چار سال میں پڑھانے سے ٹھوس اور مطلوب استعداد پیدا نہیں ہو پارہی تھی اس لیے اس معاملے پر مستقل اور مسلسل غوروحوض جاری رہا، پھر 30اکتوبر2003 میں نصاب تعلیم پر سوچ وبچار کے بعد یہ طے ہوا کہ درجہ عامہ سے ابتدائی چار سال تک بنات وبنین کا نصاب یکساں رکھا جائے اور بنات کے لیے تعلیم کا دورانیہ دوسال بڑھادیا جائے، یعنی چار سال کے بجائے چھ سال کا ہوجائے مگر اس پر بھی بخوبی پیش رفت نہ ہوسکی اور اس میں بھی چند مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی دامت برکاتہم نے بنات کے نصاب کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے 30جون 2005 کے ایک اجلاس میں فرمایا: ”درس نظامی کا موجودہ نصاب جو ہماری بنات کو پڑھایا جارہا ہے یہ چار سالہ ہے لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس ادھورے نصاب پر شہادۃ العالمیہ دے دینا ایسی بات ہے کہ جس پر ضمیر کبھی مطمئن نہیں ہوا۔ طلبہ جو درس نظامی کو آٹھ سال میں مکمل کرتے ہیں اور دار الطلبہ میں رہ کر دن رات محنت کرتے ہیں وہ دورہ حدیث سے کامیابی کی جو سند شہادۃ العالمیہ حاصل کرتے ہیں وہی سند بنات کو محض چار یا پانچ سال کی ادھوری تعلیم پر دے دی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ لڑکی جو چار یا پانچ سالہ نصاب پڑھ کر دورہ حدیث سے فارغ ہورہی ہے، وہ عالمہ نہیں، نہ وہ محدثہ ہے، نہ وہ مفسرہ اور فقیہہ۔ ناچیز نے جتنا غور کیا اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ بنات کی تعلیم سے متعلق ہماری ضرورتیں دو طرح کی ہیں: ایک کی ضرورت تو یہ ہے کہ ہم کچھ خواتین کو باقاعدہ ذی استعداد عالمہ بنائیں تاکہ وہ آگے جاکر اپنے علم کو بڑھائیں۔ وہ محدثہ بنیں، محدثات بنیں، فقیہات بنیں، مصنفات بنیں، مولفات بنیں۔

ہماری اس ضرورت سے زیادہ بڑی ضرورت یہ ہے کہ پورے معاشرے میں جو لڑکیاں ہیں، گاؤں، گھوٹوں تک کی لڑکیاں وہ علم سے بہرہ ور ہوں اور اتنا علم دین دے دیا جائے جو ایک مسلم ماں کی ضرورت ہے، مسلم بیوی کی ضرورت ہے، مسلم بیٹی، مسلم بہن اور مسلم پڑوسن کی ضرورت ہے۔ اتنا علم دین اس کے پاس آجائے کیونکہ قوم ماں کی گود میں پلتی ہے۔ اگر ہم نے اس ماں کی گود کو دین کے سانچے میں ڈھال دیا تو پوری قوم بھی دین کے سانچے میں ڈھل جائے گی۔ ہمیں لڑکیوں کو اس قابل کرنا چاہیے کہ وہ اپنے سسرال جاکر باعزت طریقے سے زندگی گزار سکیں۔ اس لئے وفاق کا بنات کے لئے نصاب وہ ہونا چاہیے جو صرف ضروری اور بنیادی علم دین پر مشتمل ہو۔ جس میں اسلام کے بنیادی اصول، عقائد اور احکام کا احاطہ کیا گیا ہو۔ اور یہ پورے ملک میں نافذ ہو اور دوسرا نصاب وہ ہونا چاہیے جو بنین کا ہے۔“[16]

نتائج البحث: اس ارٹیکل میں ہم نے مدارس بنات کے بارے میں مختصراً تاریخی جائزہ پیش کر دیا ہے، جس میں مدارس بنات کے صحابہ کرامؓ کے دور سے لیکر آج تک کے بنات کے قائم شدہ چیدہ چیدہ مدارس کے بارے میں تاریخ کے اوراق سے کچھ جھلکیاں پیش کی گئی ہیں اگر کوئی چاہے تو اس پر مفصل انداز میں بھی خامہ فرسائی کر سکتا ہے، اس سے لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے بہت سی اہم باتیں سامنے آجائیں گی۔ جس کی روشنی میں پھر لڑکیوں کی تعلیمی اداروں کو چلانے اور اس کے نظام وانصرام کو درست کرنے اور تعلیمی معیار بلند اور مضبوط کرنے میں مدد ملے گی۔

حوالہ جات:

---

[1] بخاری، محمد ابن سماعیل، صحیح البخاری، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی 1961ء کتاب العلم، ج:1 ص:20

[2] محمد قاسم، عبدالبر: تاریخ قدیم مدارس عربیہ: مکتبہ قاسمیہ 2005 ملتان، ص:30

[3][3] الہاشمی، طالب، تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین، پین اسلامک پبلشر لاہور 1990ء ص:113

[4] ندوی، سید ابوالحسن علی: خواتین اور دین کی خدمت۔: مکتبہ اسلام، لکھنو 1998ء ص:108

[5] محمد قاسم: عبدالبر، تاریخ قدیم مدارس عربیہ: مکتبہ قاسمیہ 2005 ملتان، ص:293

[6] ندوی ،ابوالحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ 2014ء ص:63۔62

[7] ندوی ،ابوالحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ 2014ء ص:32

[8] ندوی ،ابوالحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ 2014ء ص:41

[9] صابری ،امداد، دہلی کے قدیم مدارس اور مدرّس، کوہ نور پریس دہلی 1977ء،۔ ص:93

[10] ایضاً ص:95۔

[11] ایضاً ص:183۔

[12] ضیاء الحسن مولانا مفتی، روئیداد مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ ص:3، مرتبہ:

[13] مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ کی سالانہ روئیداد ۱۹۴۳ء ۱۹۴۴ء

https://archive.org/details/banat-ul-islam-ludhiana/page/n3/mode/1up

[14] ایضاً

[15] ایضاً

[16] عباسی، ابن الحسن، "وفاق المدارس العربیہ پاکستان ساٹھ سالہ تاریخ" کراچی، مجلس تراث السلام، اشاعت فروری 2020ء، ص:163

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.